رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAIY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | ۳۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم جمعہ | مطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۲

احرار نے مسجد شہید گنج کے متعلق کیوں سول نافرمانی نہیں کی

حیرت و استعجاب کا ایک مجسمہ دانت نکالے اور احراری لیڈروں کو اپنی دو ولفظوں میں دبائے یہ کہتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کہ " اشد اشد مرزائی اور مسجد شہید گنج کے معاملہ میں سول نافرمانی کی حمایت۔ جو لوگ طبیعت اور مصلحت دونوں کے لحاظ سے سول نافرمانی کے نااہل اور خلاف ہیں وُہ بھی مجلس احرار پر لٹھ تانے کھڑے ہیں۔ کہ خلاف قانون اقدام کیوں نہیں کرتے "!

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم نے نہ کبھی سول نافرمانی کی حمایت کی ہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ طبیعت اور مصلحت کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ شریعت کے لحاظ سے سول نافرمانی کے خلاف ہیں لیکن باوجود اس کے ہم حق رکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ سول نافرمانی کرنا اپنا مذہبی فریضہ یقین کرتے ہیں۔ جو قانون شکنی کو حکومت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کا زبردست حربہ خیال کرتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر قانون شکنی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں اور جواب بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ جب ان کا جی چاہیگا۔ قانون شکنی شروع کر دیں گے۔ ان سے دریافت کریں۔ کہ شہید گنج کی مسجد کے انہدام کے وقت انہیں کیوں سانپ سونگھ گیا اس موقعہ پر انہیں کیوں سول نافرمانی بھول گئی۔ اس سانحہ کے وقت انہوں نے کیوں قانون شکنی نہ کی۔ بلکہ اپنے آپ کو انگریزی قانون کے بڑے پابند قرار دینے لگ گئے۔ احرار کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ حکومت کی سنگینوں کے سایہ میں مینٹ سکھوں نے مسجد شہید گنج کو منہدم کیا۔ انگریزی حکومت نے اپنی فوجوں کی موجودگی میں شہید گنج کی مسجد کے متعلق اپنی عدالتوں کے فیصلوں کا احترام کیا۔ حتی کہ وُہ یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ حکومت نے اس معاملہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پامال کرتے ہوئے سکھ نوازی کا ارتکاب کیا ہے جب حکومت کی روش یہ تھی۔ ادھر مسجد کا معاملہ اور شریعت کا مسئلہ تھا۔ اور ادھر احراری مجاہد موجود تھے۔ جو حکومت انگریزی کو شیطانی حکومت سمجھتے اور اس کے قوانین کی خلاف ورزی اپنا مذہبی فرض قرار دیتے ہیں۔ تو پھر بتایا جائے اس موقعہ پر کیوں سول نافرمانی نہ کی گئی کیوں حکومت کے قانون کو نہ توڑا گیا۔ کیوں مسجد شہید گنج کی حفاظت کے لئے وُہ طریق اختیار نہ کیا گیا جسے بے خطا اور کامیاب سمجھا جاتا ہے اگر احرار اس بارے میں حکومت کا کوئی دخل نہ سمجھتے۔ اور ساری کی ساری ذمہ واری سکھوں پر ڈالتے۔ تو کہہ سکتے تھے۔ کہ سول نافرمانی۔ اور قانون شکنی کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔ لیکن ان کے مختلف بیانات سے جن میں سے بعض کا اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ وُہ سمجھتے ہیں۔ اگر حکومت کی سنگینیں اور فوجیں سکھوں کی حمایت میں نہ ہوتیں۔ اور حکومت "سکھ نوازی" نہ کرتی۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ سکھ مسجد کو منہدم کر سکتے۔ گویا مسجد کے انہدام کی ساری ذمہ واری احرار حکومت پر ڈالتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ بتانا ان کا فرض ہے۔ کہ انہوں نے کیوں سول نافرمانی نہ کی۔ پھر اگر معاملہ اس قسم کا ہوتا جسے کوئی اہمیت حاصل نہ ہوتی۔ تب بھی احرار کہہ سکتے تھے کہ معمولی سی بات کے لئے سول نافرمانی ایسا زبردست حربہ چلانا فضول بات تھی لیکن جب مسجد کا معاملہ اور شریعت کا مسئلہ تھا جس کی اہمیت کا احرار انکار نہیں کر سکتے تو پھر یہ بتانا ان کا فرض ہے۔ کہ ایسے اہم معاملہ کے باوجود انہوں نے کیوں سول نافرمانی نہ کی۔ اور کیوں مونہہ چھپائے بیٹھے ہے۔ ایک اور صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ احرار اب سول نافرمانی اور قانون شکنی کو ناروا سمجھنے لگ گئے ہوں۔ انگریزی کو اولو الامر مان کر اس کے قوانین کی متابعت جزو ایمان سمجھتے ہوں۔ اور انگریزی عدالتوں کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہوں۔ اگر اس وجہ سے انہوں نے قانون شکنی اور سول نافرمانی نہیں کی۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ وُہ صاف اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کر دیں۔ اس کے بعد نہ صرف مسجد شہید گنج کے متعلق بلکہ کسی اور معاملہ کے متعلق بھی ہم قطعاً ان سے یہ دریافت نہیں کریں گے۔ کہ انہوں نے قانون شکنی کیوں نہیں کی جس طریق کو ایک فریق جائز ہی نہیں سمجھتا۔ اس کے متعلق اس سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس پر عمل کیوں نہیں کرتا۔ لیکن جب احرار ایک طرف تو حکومت انگریزی کو شیطانی حکومت کہکر اس کے قوانین کی خلاف ورزی اپنا مذہبی فرض سمجھیں۔ اور دوسری طرف سول نافرمانی اور قانون شکنی کو حکومت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرار دیں۔ اور اس پر عمل کرنے کا عزم و ارادہ بھی رکھتے ہوں تو ہر شخص ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ فلاں موقعہ پر تم نے کیوں سول نافرمانی نہیں کی۔ اور ان کا فرض ہے۔ کہ معقول وجہ پیش کریں۔ اسی لحاظ سے ہم ان سے بار بار مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے کیوں شہید گنج کے قضیہ میں سول نافرمانی نہیں کی مگر آگے سے دانت نکال کر کہہ دیا جاتا ہے " اشد اشد مرزائی۔ اور مسجد شہید گنج کے معاملہ میں سول نافرمانی کی حمایت"! ہم سول نافرمانی کی حمایت نہیں کر رہے۔ بلکہ مسلمانوں پر احرار کی غداری۔ اور ملت فروشی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہ بتا رہے ہیں۔ کہ آئندہ اگر کبھی احراری سول نافرمانی کرنے کے لئے کہیں تو قطعاً نہ مانیں۔ کیونکہ یہ ہتھکنڈہ انہوں نے محض نفسانی اغراض کے لئے تجویز کر رکھا ہے *

چودھری افضل حق نے ہمارے مطالبہ سے جھنجھلا کر سول نافرمانی نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ "اگر احرار سول نافرمانی کی راہ اختیار کریں۔ تو یہی مرزائی پلٹ کر کہیں گے۔ کہ سرکار والا تبار احرار اشرار ہیں۔ دیکھو۔ یہ مسلمانوں کو

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۸ اگست ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

سالٹ پانڈ (افریقہ) کے نئے احمدی

نمبر	اسلامی نام	سابقہ نام
۱	Ishaque	Kobrna Edna
۲	Hafiza	Efua Guraba
۳	Mohammad	Hue Kue Painkil
۴	Ishaque	Kofi Auroanji
۵	Sara	Ekwa Saaciwah
۶	Hawa	Ecue Agyilva
۷	Mohammad	Kolo Baa
۸	Fahima	Esi Abeduwa
۹	Hawa	Efue Bohehey
۱۰	Hafiza	Esi Beduwa
۱۱	Abdullah	Kobina Ofoo
۱۲	Fahima	Ekua Ampisaah
۱۳	Saeed	Kwamin Mensah
۱۴	Hawa	Esi Guagyilwa
۱۵	Sara	Esi Elia
۱۶	Mohammad	Kwesi
۱۷	Adam	Kofi Baurbil
۱۸	Ibrahim	Rofo Kaa
۱۹	Ameen Adam	J. F. Boiram
۲۰	Saeed	Kofie
۲۱		Amah
۲۲		Afua
۲۳	Alhasan	Sayi yaw
۲۴	Usman	Kabina
۲۵	Alhasan	Kofo
۲۶	Khadija	Khadija
۲۷	Brahima	Brahima
۲۸	"	"
۲۹	Usman	Usman
۳۰	Adam	Kofi
۳۱	Suleman	Kobina Appah
۳۲	Adam	Adam
۳۳	Saeed	Saeed Mosie
۳۴	Mariyam	Maryam Afwa
۳۵	Ayyub	Kwaku of Ayansu
۳۶	Kasem	Kobina Kum
۳۷	Aba Bekr	A. B. Kess
۳۸	Mohammad	Kobwa of Asonsi
۳۹	Musa	Kwamin
۴۰	Abdallah	Kwamin
۴۱	Abbas	Kobwa Dankua
۴۲	Mohammad	Kwamin Buadoo
۴۳	Issa	Kobina Gyan
۴۴	Issa	A. K. Kojo
۴۵	Hawa	Ekua Aawa
۴۶	Ishaque	K. O. Churcher
۴۷	Hafiza	Efua Painlsiwa

ہندوستان کے نئے احمدی

نمبر	نام	پتہ
۴۸	اللہ بخش صاحب	ضلع گجرات
۴۹	محمد دین صاحب	"
۵۰	سلطان صاحب	"
۵۱	فضل بیگم صاحبہ	"
۵۲	رحمت بی بی صاحبہ	"
۵۳	عبد السبحان صاحب	ریاست کشمیر
۵۴	عبد الغنی صاحب	"
۵۵	عبد اللہ صاحب	"
۵۶	عبد الکریم صاحب	ضلع تپرا (بنگال)

شہید گنج کے سلسلہ میں بھڑکاتے ہیں۔ کہ گویا مسجد شہید گنج کے متعلق احرار نے محض اس لئے سول نافرمانی نہیں کی۔ کہ ہم انہیں اشرار قرار دے دیتے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جن اور حرکات کی وجہ سے ہم انہیں اشرار ثابت کر چکے ہیں۔ اور ہر شریف انسان ان کے اشرار ہونے کا اعتراف کر رہا ہے۔ ان کے ارتکاب سے باز نہیں آتے۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے مذہبی پیشواؤں اور قابل احترام خواتین کے متعلق احرار جس بدزبانی اور فحش کلامی سے کام لیتے رہے ہیں۔ وہ ان کے اشرار ہونے کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ پھر کیوں اس شرمناک حرکت سے باز نہیں آجاتے۔

دراصل یہ محض بیہودہ عذر ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ چونکہ اس موقعہ پر احرار نے اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ حکومت کی کاسہ لیسی اور سکھوں سے ساز باز کرنے میں سمجھا۔ اس لئے سول نافرمانی کا نام تک لینا پسند نہ کیا۔ پھر نہ صرف اپنی آنکھوں کے سامنے مسجد کو شہید ہونے دیا۔ بلکہ انتہائی کوشش کی۔ کہ تمام مسلمان خاموش بیٹھے رہیں۔ اور جلد سے جلد اس سانحہ کو بھول جائیں۔

مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا ناپاک عقیدہ

کچھ عرصہ ہوا ہم نے احرار کے لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر کی ایک تحریر شائع کر کے بتایا تھا۔ کہ وہ شیعہ ہیں۔ اور ان کا متعہ کے بارے میں ایک گندہ اور ناپاک عقیدہ ہے۔ کہ جسے کوئی غیرتمند اور باحمیت مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق بالکل خاموشی اختیار کر لی گئی۔ اب زمیندار ۲۹ اگست نے لکھا ہے۔ "مولوی مظہر علی نہایت بدعقیدہ شیعہ ہیں۔ ان کا ایمان ہے۔ کہ ایک دفعہ متعہ کرنے سے انسان امام حسین کا اور دو دفعہ کرنے سے حضرت علی کا ہم رتبہ ہو جاتا ہے۔" مسلمان غور فرمائیں۔ یہ اس شخص کا مذہب ہے۔ جو آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کا لیڈر کہلاتا ہے۔

خریداران الفضل سے ضروری گزارش

مختلف احباب کی طرف سے الفضل کے باقاعدہ نہ پہونچنے کی شکایات دفتر میں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ایسے تمام دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ دفتر سے ہر خریدار کا پرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ روانہ کیا جاتا ہے۔ اور اس امر کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کہ کسی دوست کو شکایت پیدا نہ ہو۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ کہ رستہ میں بعض پرچے اڑا لئے جاتے ہیں۔ ہم اس کے متعلق پوسٹ ماسٹر صاحب جنرل کو لکھتے رہتے ہیں۔ جن دوستوں کو اس قسم کی تکلیف پہونچے۔ انہیں بھی چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق پوسٹ ماسٹر صاحب جنرل لاہور کو اطلاع دیا کریں۔ دفتر خریداروں کو حتی الامکان کسی تکلیف یا پریشانی میں مبتلا نہیں کرے گا۔ مینیجر

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے ماموں ملک بہادر خان صاحب ہیڈ ماسٹر گروٹ ٹائی فائیڈ فیور سے سخت بیمار ہیں۔ ان دنوں درجہ حرارت ۱۰۳ء۵ اور ۱۰۲ء۵ درجے رہتا ہے۔ نیز میں خود بھی چودہ روز سے بیمار ہوں۔ دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار نصر اللہ خان احمدی از خوشاب

(۲) مکرمی مولوی ضیاء الحق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سونگڑہ بعارضہ بخار سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ آپ کا وجود یہاں کی جماعت کے لئے بہت مفید اور بابرکت ہے۔ خاکسار

اسلام میں نبوت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ثبوت ہے

ایک انگریز نومسلم کا دلچسپ مضمون

معزز معاصر "سن رائز" لاہور (۵ اگست) میں ایک مخلص نومسلم انگریز مسٹر عبد اللہ آرسکاٹ آف لنڈن کا ایک مضمون بعنوان "نبوت فی الاسلام" شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے عقلی اور نقلی رنگ میں ثابت کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے افاضۂ روحانیہ سے مستفیض ہو کر درجۂ نبوت حاصل ہونا آپ کی اعلےٰ وارفع شان کا ثبوت ہے۔ اور اگر اسلام میں یہ نعمت نہیں۔ تو پھر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ ذیل میں اس مضمون کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:۔

اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک حصہ جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگا رہا ہے اور وجہ یہ بیان کرتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبیؑ مانتی ہے۔ مقدم الذکر لوگوں کے نزدیک یہ عقیدہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے اور افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کم کرنے والا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اس معاملہ میں سخت غلطی خوردہ ہیں:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ آخری صاحب شریعت نبی ہیں۔ کیونکہ آپ کی لائی ہوئی کتاب ان تمام کتابوں سے جو دوسرے انبیاء کو دی گئیں۔ کامل اور اکمل ہے۔ اور ہر زمانے میں ہر قوم کے لئے مشعل راہ ہے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو سب نبیوں سے افضل ہیں۔ سب سے آخر میں آنا باعث تفاخر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس قسم کا عقیدہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہ بایہ شان کو کم کرنے کے مرادف ہے۔ خدا کرے۔ یہ عقیدہ جلد مسلمانوں میں سے دور ہو جائے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الواقعہ تمام نبیوں سے اعلےٰ اور ارفع شان رکھتے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں نبیوں کے سردار ہیں:۔

آپ اس کے ثبوت میں یہ بات پیش کر سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید جیسی کامل کتاب دی گئی۔ اور یہ کہ آپ کسی خاص قوم کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ بلاشبہ یہ درست ہے۔ اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو دیا گیا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ آپ کے متبعین نے اس سے کونسی روحانی برکات حاصل کیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ بائیبل میں اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت پر برکات نازل کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے خدا۔ تو ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنے انعامات نازل کئے یعنی ہمیں بھی وہ انعامات عطا کر:۔

ایک اور دعا مسلمانوں کو یہ سکھائی گئی ہے کہ اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید یعنی اے خدا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور آپ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ اور ان کی آل پر برکتیں نازل کیں:۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسی برکتیں تھیں۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پیرووں پر نازل کی گئیں۔ بلاشبہ نبوت ایک برکت تھی۔ جو انہیں دی گئی حضرت موسےٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے۔ ان کے پیرووں میں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت تک بعض لوگ نبی بنائے جاتے رہے۔ کیونکہ انہوں نے اسی شریعت کی نہایت اخلاص سے پیروی کی۔ وہ بذات خود کوئی نئی شریعت نہ لائے۔ وہ نبی تھے۔ مگر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پیرو۔ اور ان کی امت میں سے تھے۔ اس لئے وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر کسی صورت میں بھی فضیلت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ یہ کہئے۔ کہ وہ روحانی طور پر ان کے بروز تھے:۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ جب ایک شریعت جو قرآن کریم سے بدرجہا کم مرتبہ رکھتی تھی۔ اور ایک رسول جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلحاظ منصب کم درجہ پر تھا۔ خدا تعالےٰ کے وعدوں کے ماتحت اپنے متبعین میں سے نبی بنانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کیوں سب سے افضل کتاب قرآن کریم اور سب سے افضل نبی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس قسم کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ کیا وہ برکتیں جن کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اور پھر مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا۔ صرف ایک خوشکن افسانہ ہیں۔ کیا مسلمان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی برکات سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے۔ مگر اس بات کا ہمارے پاس ثبوت کیا ہے۔ اسرائیلیوں میں سے جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت کی۔ روحانیت کے انتہائی درجہ یعنی نبوت تک پہونچ گئے۔ مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی آل یعنی مسلمان جن کو خیر الامم قرار دیا گیا۔ وحی الٰہی۔ اور نبوت جیسی برکات سے محروم کر دیئے گئے۔ کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ہمارے یہ دعا کرنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ اور اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم آخر ایسی دعا سکھلانے کا مقصد کیا تھا۔ کیا مسلمانوں کے اس نعمت سے محروم ہونے سے تورات کی قرآن کریم پر۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ظاہر نہیں ہوتی۔

اے وہ لوگو۔ جو افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کا ادعا کرتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ کہ تم خود ہی ہمارے پیارے آقا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کم کر رہے ہو۔ نہ کہ احمدی جماعت۔ کیا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح زندہ نہیں۔ تمہارا یہی جواب ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کی روح زندہ ہے۔ اور ابد الآباد تک زندہ رہے گی۔ مگر صد حیف۔ کہ تمہارے اس اقرار میں کچھ بھی حقیقت نہیں پائی جاتی۔ تمہارے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہا جائے گا۔ کہ مسلمانوں میں وقتاً فوقتاً مجدد ظاہر ہوتے رہے ہیں اور یہ درست ہے۔ مگر جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ تو گویا تم تسلیم کرتے ہو۔ کہ خدا تعالےٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن کی کل انبیاء پر فضیلت ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ قوت قدسیہ صرف اسی قدر ہے۔ کہ اس سے حصہ پانے والے صرف مجدد بن سکیں جبکہ ہمارے پاس اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوت روحانیہ نے ان کے تابعین کو نبوت کے درجہ تک پہونچا دیا:۔

اگر یہی صورت ہے۔ تو پھر تورات کے احکام کی پیروی زیادہ مفید ہوگی۔ اور ہمیں اقرار کرنا ہوگا۔ کہ قرآن کریم کامل کتاب نہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیاء نہیں۔ نعوذ باللہ لیکن کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کر سکتا ہے اور بانی اسلام علیہ السلام کی علو شان اس کی اجازت دے سکتی ہے۔ قطعاً نہیں۔ مگر افسوس مسلمان اتنی واضح اور اتنی اہم بات پر غور نہیں کرتے۔ اور ایسے عقائد پر جمے بیٹھے ہیں۔ جو عقل و نقل کے لحاظ سے کلیتہً غلط ہیں:۔

واقعاتِ عالم پر نظر

۱ لکھنؤ میں احرار "حقیقت" کا اظہار ۲ ایبے سینیا میں اٹلی کی آرزوئیں!
۳ سکندرآباد میں فساد حیدرآباد ہوشیار

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

پیشہ ور قانون شکن شورش پسند گروہ کے متعلق جس نے "دبستانِ نقاش" سے تعلیم حاصل کر کے اُحراز کی پیروی حاصل کی ہے۔ ۱۱ اگست کے زمیندار میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ

"بتدریج یہ حقیقت زمانے نے جو سب سے بڑا استاد ہے۔ مولانا حبیب الرحمن اور چودھری افضل حق پر واضح کر دی۔ کہ کیا خدمت دین کے اعتبار سے اور کیا مالی منفعت کے لحاظ سے قادیانیت کی مخالفت اہم ترین اور موثر ترین ہے"

احرار نے تبلیغ کے نام سے مالی منفعت کی خاطر اصحاب الفیل بنکر مرکز احمدیت پر حملہ کیا۔ مگر باوجود اس کے "مجلس احرار حکومت کا خودکاشتہ پودہ" (زمیندار ۱۳ اگست) ہے بقولِ زمیندار گورنمنٹ کے "سایہ الطاف" میں بڑھ رہا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس امن شکن گروہ کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور مسجد شہید گنج کا واقعہ ان کے تابوت کا آخری کیل ثابت ہو رہا ہے۔ پنجاب نے جب ان کو اصل روپ میں دیکھکر دھتکار دیا۔ تو انہوں نے ادھر کا رُخ کر لیا۔ جہاں سے اظہر علی مظہر کی بتائی ہوئی منفعت اور متاع معہ ثواب کثیر حاصل ہو سکتی ہے۔ جہاں سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے سامان "نہرو رپورٹ" اور الیسی ہی دوسری تحریکات کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ لکھنؤ کے مسلم ریویو ماہ اگست ۱۹۳۵ء پر ایک مضمون زیر عنوان "احمدیوں اور قادیانیوں کو نیست و نابود کر دو" اور "اسلام اس لئے آیا ہے۔ کہ غیر مذاہب کو جذب کرے۔ یا تلوار کے گھاٹ اتار دے" شائع ہوا ہے۔ اب بدقسمتی سے "حق" "حقیقت" و "سچ" سے ناآشنا احرار نے مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے دوران کے نوجوانوں کے اخلاق کا دیوالہ نکالنا شروع کر دیا ہے۔ اوباش لوگوں نے قادیان ایسے گندے خطوط لکھے ہیں۔ کہ ان کا ذکر تہذیب پر دھبہ ہے۔ کاش لکھنؤ کے شرفاء اور یو۔پی کی حکومت بیدار ہو۔ اور اس لاہور سور کے مریض کو راوی میں غرق کرنے کے لئے واپس کر دے۔

(۲)

موجودہ اٹلی کے سیاسی "بُت" سائنور مسولینی نے فیسٹ پارٹی کے دوسرے پانچ سالہ جشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ "اب غلط فہمیوں کا وقت نہیں رہا۔ ہمارے سامنے صدیوں پرانا مقصد ہے۔ جسے موجودہ اور آئندہ اطالوی نسلوں کے سپرد کرنا میرا فرض ہے۔ دور و نزدیک کے سب لوگ سمجھ لیں۔ کہ ملک گیری ہمارا مقصد نہیں۔ بلکہ اٹلی اور افریقہ و ایشیاء کے باشندوں کا باہمی تہذیب و تمدن کا اتحاد مقصود ہے۔ اور یہ قدرتی توسیع ہمارے پیش نظر ہے۔ اور اس کو ہم قریب و وسط ایشیا میں بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم مراعات اور اجارہ داری کے طالب نہیں۔ بلکہ ہم ان سے جو اپنی من مانی آرزوئیں پوری کر چکے۔ اور اپنے مقبوضات کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ خواہش کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر طرف سے اٹلی کی روحانی، سیاسی و اقتصادی ترقی کی توسیع میں حائل نہ ہوں"

اسی مقصد کے حصول کیلئے ۱۹۲۸ء میں ایبے سینیا سے دوستانہ معاہدہ ہوا۔ اس کے لئے حبشہ کو مجلس اقوام کا رکن خود اٹلی نے بنوایا مگر پہلے فرانس سدِ راہ ہو گیا۔ اور جب فرانس کو درست کر لیا گیا۔ تو اب برطانیہ کو ہندوستان کے راستہ کی حفاظت کا خیال آ گیا۔ مصری سیادت، بحیرہ ہائے روم، قلزم و عرب کے پانیوں پر حکومت میں مداخلت کا احساس ہو گیا۔ ترکی، یمن، یونان، البانیا، سپین سب کو فکر پڑ گئی۔ مردہ جرمن جسم میں جان آ گئی۔ اور ایبے سینیا کے شہنشاہ نے مسیحی مسلمان مناقشہ پر بھروسہ رکھنے والے شاطرانِ سیاست کو نامہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بروقت کام لیکر مایوس کر دیا۔ اور ہر شخص جو انسانیت کی زینت سیاہ و سفید کو مساوات دلانے والے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھتا ہے۔ یا جو عقیدتمند کا پڑوسی ہے۔ اس نے جب سے سُنا ہے۔ کہ شہنشاہ و ثلاثی نے بصد فخر و عقیدت کہا کہ "اس پاک نامۂ رسولؐ کے وسیلہ سے ہم نے اوڈوا (Adowa) (۱۸۹۶ء) کے میدان جنگ پر اٹلی کو شکست دی"۔ اور اشاروں میں کہدیا۔ کہ "اسی کی طرف ہم اب دیکھتے ہیں"۔ اس وقت سے دل کہتا ہے۔ کہ ۴ ستمبر کا اجلاس لیگ اگر ختم ہو جائے۔ اور حصہ بخرے کرنے والی سیاست ناکام رہے۔ تو پھر خدا دکھائے۔ کہ کس طرح اٹلی پر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" صادق آتا ہے۔

(۳)

حیدرآباد کی چھاؤنی سکندرآباد سے جس کو حکومت ہند نے زیر انتظام رکھا ہے ہندو مسلم فساد کی ناگوار خبر آئی ہے۔ اس خبر سے قبل حال ہی میں اخبارات نے شائع کیا تھا۔ کہ گول گوڑہ کی خود ساختہ غیر نمائندہ مہاسبھا، کانگریس، آریہ سماج جماعت وکلاء کی طرف سے ایک یادداشت گورنمنٹ نظام کے سامنے پیش ہوئی ہے۔ جس میں ہندوؤں کو سرکاری ملازمتوں میں زیادہ حصہ دلائے جانے کا مطالبہ ہے۔ ان دونوں خبروں کو نیز ہندوؤں کے جلسہ میں "راجیندر ناٹک" کی موجودگی اور جلسہ کے بعد ۲۰۰ ہندوؤں کے مسلح ہو کر آمادہ فساد ہونے کی جملہ اطلاعات کو ایک جگہ کر کے اگر مسٹر میکنزی اور حکومت حیدرآباد مطالعہ کرے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ سازشوں کی زنجیر سے ایک کڑی ظاہر ہوئی ہے۔ اور اس سگنل سے حکام کو ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ افسوس کہ پہلے کی طرح اب حیدرآباد میں شمالی ہند اور مہاراشٹر سے داخل ہونیوالے زہر کا وہیں سے آیا ہوا تریاق موجود نہیں ورنہ سکندرآباد کے نئے جلوس کی خبر قبل از وقت حکام کو ہو جاتی۔ واضح رہے۔ کہ ۱۹۳۱ء میں بھی آریہ سماج حیدرآباد نے نگر کیرتن کا غیر معمولی جلوس خفیہ اجازت لیکر مہاراجہ بہادر کو دعوت دینے کے بہانہ سے پنڈت رامچندر دہلوی اور ناگلوں کے مشورہ سے نکالنے کا انتظام کیا تھا۔ مگر اس وقت کے صدر المہام پولیس نے بیدار مغز ہوم سیکرٹری اور ملک کے مالک کی حقیقی بہی خواہ اس زمانہ کی مجلس اتحاد المسلمین کی ہوشیاری اور بروقت تعاون سے روک دینے کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن اس حکم کی آریہ سماج نے خلاف ورزی کی۔ ریذیڈنسی میں سیکرٹری سماج پر جرمانہ ہوا۔ اور حیدرآباد میں مسلمانوں کو ان کے قائدین نے سنبھال لیا۔ ورنہ سکندرآباد کا کھیل حیدرآباد میں ۴ سال قبل کھیلا گیا تھا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ آنریبل ریذیڈنٹ اس تمام زنجیر کو توڑیں گے۔ اور کھدر پوش رضاکاروں کے درمیان اب برطانوی افسر دھوکہ کھا کر نہیں بیٹھیں گے۔ سکندرآباد کا واقعہ الارم ہے۔ حیدرآباد ہوشیار!

تعلیم و تربیّت کی سالانہ رپورٹیں بھجوائیے

اس سے قبل اعلان کیا جا چکا ہے کہ سکرٹریان تعلیم و تربیت و سکرٹریان لجنہ اماء اللہ و مبلغین اپنی اپنی کارگذاری متعلق بہ تعلیم و تربیت کی سالانہ رپورٹیں جلد تر بھجوا دیں۔ مگر بہت کم احباب نے اس طرف توجہ فرمائی ہے۔ لہٰذا مزید تاکید ہے۔ کہ جلد تر اس بارے میں توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ یہ رپورٹیں یکم مئی ۱۹۳۴ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء تک کی کارگذاری پر مشتمل ہونی چاہئیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

سر مرزا ظفر علی صاحب پھر بولے

احمدیت پر بیہودہ اعتراضات اور ان کے جواب

احمدی کہلانا اسلام سے خارج نہیں کرتا

سر مرزا ظفر علی نے احرار کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر اب پھر اپنے قلم کو جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت دی ہے۔ چنانچہ "ایسٹرن ٹائمز" ۲۳ اگست میں ان کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے۔ جس میں "دارالعوام" میں احمدیوں کیخلاف احرار کی سرگرمیوں کے متعلق سوال کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں آپ نے گورنمنٹ کو چند نصائح فرمائی ہیں۔ وہاں وہ دلائل بھی سپرد قلم کئے ہیں۔ جن کی بناء پر وہ احمدیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "سب سے پہلے گورنمنٹ کو یہ جاننا چاہیئے کہ قادیانی نبی کے متبعین اپنے آپ کو مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے احمدی کہلاتے ہیں" لیکن سر موصوف کو شائد یہ معلوم نہیں۔ کہ انہی کے بعض بھائی بند ایسے ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے حنفی کہلاتے ہیں۔ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ شیعہ کہلاتے ہیں۔ اب سر موصوف خود ہی انصاف فرمائیں۔ کہ اگر قادیانی نبی کے متبعین احمدی کہلاتے ہیں۔ تو کونسی قیامت آگئی۔ اگر حنفی۔ شیعہ یا اہل حدیث کہلا کر انسان دائرہ اسلام میں رہ سکتا ہے۔ تو احمدی نام میں کیا قباحت ہے۔ جو اس کا مسمّی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔

باقی رہا یہ ارشاد کہ احمدیوں نے غیر احمدیوں کا تمدنی اور معاشرتی بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ یہ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ بجا ارشاد فرمایا لیکن یہی اوصاف شیعہ حضرات میں بھی تو پائے جاتے ہیں۔ وہ بھی تو آپ سے ان امور میں قطع تعلق کئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ کس طرح مسلم شمار کئے جاسکتے ہیں۔ یا احمدیوں کے لئے اور قانون ہے اور شیعوں کے لئے اور۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں۔ کہ احرار میں شیعہ حضرات بھی شامل ہیں"

اور خطرہ ہے کہ کہیں لینے کے دینے نہ پڑجائیں آگے چلکر ارشاد فرماتے ہیں۔ "مزید براں گورنمنٹ کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ مخالفت صرف احمدیوں اور احراریوں کے مابین ہی محدود نہیں۔ بلکہ احمدیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان ہے۔ جس کی ذمہ داری تمام تر احمدیوں پر ہے" چہ خوب کیا سر موصوف ان امور کا جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائینگے کہ قادیان کے نواح میں تبلیغ کانفرنس کے پردے میں فتنہ خیزی کا افتتاح کس نے کیا؟ وہ گندہ اور دل آزار لٹریچر کس نے شائع کیا۔ جس کے بعض حصوں کو ضبط کرنے کی ضرورت گورنمنٹ کو بھی محسوس ہوئی۔ حالانکہ وہ صراحتاً شائع کرنے والوں کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے؟ جماعت احمدیہ کی محترم ہستی صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کس نے کرایا۔ پھر ہزاروں وہ خدا کے بندے جو پنجاب کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے مصائب کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ان پر ظلم کرنے والا کون ہے۔؟ اگر یہ حقیقت ہے۔ کہ ان تمام خلاف انسانیت حرکات کا ارتکاب کرنے والے احراری ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی تمام ذمہ داری احمدیوں پر ہے۔ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ احمدی صلح اور امن کے پیامی ہیں۔ جبر و اکراہ سے دوسروں سے عقائد بدلوانے کی کوشش کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو تلوار کے زور سے اشاعت اسلام کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ یہ مخالفت احمدیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان ہے۔ یہ بھی قطعاً غلط ہے۔ مسلمانوں کا بیشتر حصہ احراریوں کے اس جارحانہ اقدام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور شرافت کے منافی خیال کرتا ہے۔ احراریوں کا حامی صرف وہی طبقہ ہے۔ جو بعض سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کو ضعف پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ احمدی ان کے رستے میں حائل ہیں۔ جب تک اس سنگ راہ کو دور نہیں کیا جائے گا۔ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک اصل الاصول

یہ تو چند تمہیدی باتیں تھیں۔ اس کے بعد صاحب موصوف نے چند اعتراضات کئے ہیں۔ جن کا جواب دینے سے پیشتر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اصل الاصول بیان کر دیا جائے۔ جسے کسی بزرگ کی کتب مطالعہ کرتے وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بزرگوں خصوصاً ان لوگوں کے کلام میں جنہیں مبداء فیاض سے علم و عرفان کا حصہ وافر عطا ہوتا ہے۔ دو قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں۔ ایک قسم محکمات کہلاتی ہے۔ اور بیشتر حصہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ ایسے اقوال ہوتے ہیں جو اپنے نفس مطلب کے اعتبار سے بالکل واضح اور بین ہوتے ہیں۔ دوسری قسم متشابہات کہلاتی ہے۔ اور یہ ایسے اقوال پر مشتمل ہوتی ہے۔ جن کے مطالب نہایت باریک اور دقیق ہوتے ہیں۔ اور یہ بہت کم ہوتی ہے۔ عوام کو چاہیئے۔ کہ ان کو سمجھنے کے لئے محکمات کو نظر انداز نہ کریں۔ اب میں ان اعتراضات کا جواب دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں پر کئے گئے ہیں۔

ذریۃ البغایا کا مطلب

سر موصوف فرماتے ہیں۔ کہ "قادیانی نبی نے لکھا ہے۔ کہ میرے نہ ماننے والے حرامزادے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۸)" اصل عبارت عربی میں ہے۔ جو اس طرح ہے تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ و ینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم فھم لا یقبلون

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ (مذکورہ) کتابیں ایسی ہیں۔ جنہیں ہر مسلم محبت اور مودت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ان کے معارف سے نفع حاصل کر کے مجھے قبول کرتا۔ اور میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر ذریۃ البغایا جن کے دل پر اللہ تعالے نے مہریں لگا دی ہیں۔ پس وہ نہیں قبول کرتے۔ اس عبارت کا یہ ہرگز مفہوم نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا" قرار دیا ہے بلکہ ذریۃ البغایا انہی لوگوں میں سے ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ لیکن حضور کے دعوے کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جو عالم کہلاتے ہیں۔ کیونکہ عامۃ الناس میں سے جو بھی خواندہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ آپ کے دعوے کی تصدیق کر کے آپ کے سلسلے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور جو ناخواندہ طبقہ ہے۔ ان سے یہاں خطاب ہی نہیں۔ ان کے متعلق تو حضور فرماتے ہیں۔ ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حُبّ پیمبرم

پس حضور کی مذکورہ بالا عبارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ حضور نے اپنے تمام نہ ماننے والوں کو ذریۃ البغایا قرار دیا ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف علماء سو ہیں۔ جو کتابیں پڑھتے بھی ہیں۔ اور آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں ان سے نفع بھی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی حضور کے دعوے کی تصدیق نہیں کرتے۔ بلکہ شرافت و انسانیت کو ترک کر کے بدزبانی اور بدگوئی کرتے ہیں۔ اب رہا "ذریۃ البغایا" کے معنی۔ سو علماء لغت نے بغایا کے کئی معنی بیان کئے ہیں۔

(۱) رشد و ہدایت سے دور (تاج العروس جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۰)
(۲) مقدمۃ الجیش (تاج العروس جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۰)
(۳) مطلق عورتیں چاہے وہ فاجرہ ہوں یا نہ ہوں۔ (تاج العروس جلد ۱ صفحہ ۳۹)
(۴) مفردات امام راغب اور نہایہ لابن اثیر میں ہے۔ کہ کبھی عورت کو بغی کہا جاتا ہے لیکن اس کی مذمت مقصود نہیں ہوتی اب علماء کو اختیار ہے۔ کہ اپنے لئے جو معنی منتخب کریں۔ وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ "سرکش انسان ہیں"

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والوں کو سر مرزا ظفر علی "حرامزادے" قرار دیتے ہیں۔ تو یہ ان کی مرضی۔

بدذات فرقہ مولویاں

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ "قادیانی نبی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

اسے سخت ظالم مولویاں۔ اسے بدذات فرقہ مولویاں" بہت اچھا جناب لیکن یہ تو فرمایئے۔ کہ وہ فرقہ جو مسجدوں میں خلاف فطرت جرائم کا ارتکاب کرے۔ وہ فرقہ جو اپنی ذاتی اغراض پر مسلمانوں کے مفاد کو قربان کر دے۔ وہ فرقہ جو غریب مسلمانوں کا خون چوس چوس کر اپنی شکم پروری کے باوجود وقت پڑے پر مسلمانوں کو غیر اقوام کے رحم پر چھوڑ جائے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہے کہ انہوں نے تین جھوٹ بولے۔ جو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہے کہ وہ بدکاری پر بالکل آمادہ ہو گئے تھے۔ جو دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مختلف قسم کے الزام بیان کرے ایسا فرقہ اگر ظالم اور بدذات نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جب یقیناً ایسا فرقہ مولویاں بدذات اور ظالم کہلانے کا مستحق ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے فرقہ کو بدذات اور ظالم کہہ دیا تو کونسا ظلم کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ایسوں کو سؤر اور کتوں سے بدتر قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ان سخت الفاظ کے متعلق صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ ایسے الفاظ علماءِ سوء کے متعلق ہیں۔ چنانچہ آپ لجۃ النور صـ ۶ میں فرماتے ہیں۔ "نعوذ باللہ من ھتک علماء الصالحین وقدح الشرفاء المھذبین سواءٌ کانوا من المسلمین او المسیحین او الآریۃ" (ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی علماء صالح کی ہتک سے خواہ وہ مسلم ہوں خواہ عیسائی اور آریہ)

تیسرا اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ کہا کہ ان کا خاندان نہایت ناپاک تھا۔ اور تین دادیاں اور نانیاں ان کی زناکار تھیں؟ نہیں صاحب ایسا ہرگز نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت مسیح ناصری کے مثیل ہونے دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر وہ ان کے متعلق ایسا کیونکر کہہ سکتے تھے آپ تو فرماتے ہیں۔ "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں سو ہماری کتاب میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے" معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب مکتوب کو بھی دھوکہ لگا ہوا ہے اور اسی دھوکے میں وہ صریح جھوٹ لکھ گئے ہیں۔ شاید موصوف کی مراد عیسائیوں کے فرضی یسوع کا وہ حلیہ اور اخلاق ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحوالہ انجیل مروجہ نصاریٰ پر اتمام حجت کے لئے نقل کیا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح ناصری کے متعلق جو حضرت مسیح موعود کا عقیدہ ہے وہ ظاہر ہے۔ ع

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

غلط الزام

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توضیح المرام صـ ۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ "میں خدا کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کروں تو صحیح ہے" میں کہتا ہوں یہ غلط۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۷ پر تو یہ عبارت ہے۔ "سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ اور ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے۔ اسی پتہ ونشان سے خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ وہ مقام عالیشان ہے۔ کہ گزشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے" یہ وہ عبارت ہے جس سے فاضل معترض نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود نے کہا ہے کہ اگر میں خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کروں تو صحیح ہے۔ حالانکہ ایک ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا۔ اگر مراد یہی ہو تو پھر ساتھ ہی یہ بھی مراد ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائی کا دعویٰ کرتے تو صحیح تھا۔ لیکن یہ ظاہر ہے حقیقی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نہیں ہو سکتے۔ جن معنوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد خدا کی آمد ہے انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مسیح ناصری کی آمد خدا کے بیٹوں کی آمد تھی۔ اور یہ سب کچھ استعارہ کے طور پر تھا نہ کہ حقیقی طور پر۔ پھر استعارہ اور حقیقت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ "میں نے یقین کیا کہ میں خدا ہوں" یہ بھی خواب کا معاملہ ہے اور خواب ہمیشہ تعبیر طلب ہوا کرتے ہیں تعطیر الانام میں خواب میں اپنے آپ کو خدا سمجھنے کی یہ تعبیر لکھی ہے کہ صاحب خواب صراط مستقیم پر چلنے والا ہوتا ہے۔ اگر خواب تعبیر طلب نہیں ہوتے تو اگر صاحب مکتوب خواب میں اپنے آپ کو زخمی دیکھیں اور بیدار ہونے کے بعد کہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں زخمی ہو گیا ہوں۔ اور یقین کیا کہ واقعی زخمی ہوں۔ تو کیا لوگ یہ سمجھ لیں گے کہ آپ واقعی زخمی ہیں نہیں بلکہ یہی سمجھیں گے کہ آپ خواب بیان کر رہے ہیں۔ یہی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خواب کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امام حسین رضؓ

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کا مطلب بیان کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود کا وہ عقیدہ بیان کر دینا ضروری ہے جو حضور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق رکھتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ "میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین رضؓ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور "وعید من عادیٰ ولیاً" دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔ (اعجاز احمدی صـ ۳ ۲۳ نومبر ۱۹۰۲ء) پھر فرماتے ہیں "مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ . . . ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے . . . ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔"

تبلیغ الحق صـ ۲ ۱۸۹۵ء

پس اس شعر کے معنی کرتے وقت حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ اس عقیدے نیز شعر مذکور کے سیاق وسباق کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ یہ اشعار اس طرح ہیں

کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلانِ او برون ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست
غازۂ روئے او دم شہداست
ایں سعادت چو بود قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما
کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ان اشعار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان میں خدا تعالیٰ کی راہ محبت میں شہید ہونے والوں کا تذکرہ ہے۔ جس طرح کربلائے است سیر ہر آنم کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود ہر آن کربلا کی سیر کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اسی طرح حسین سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ مراد نہیں۔ بلکہ جس طرح سیر کربلا سے ان مصائب کی کیفیات مراد ہیں، جو امام معصوم اور ان کے رفقا کو یزیدیوں کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑیں۔ اسی طرح حسین سے مراد ایسے اشخاص ہیں۔ جو اس امام معصوم کی طرح نہایت بے دردی سے دکھ دئے گئے یہ ہیں معنی اس شعر کے اس سے کہاں یہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتک کی (نعوذ باللہ من ذالک) جس طرح ایک بہادر اور فتح نصیب جرنیل استعارۃً کے رنگ میں خالد بن ولید ہے۔ اسی طرح مظلومیت کا شکار ہونے والا حسین ہے۔

انبیاء کی ہتک کا غلط الزام

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کے متعلق صاحب مکتوب نے سیاق وسباق چھوڑ کر دو شعر پیش کئے۔ جن کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ اس میں انبیاء کرام کی ہتک کی گئی ہے۔ ان میں سے پہلا شعر یہ ہے۔ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

جس کے معنے یہ ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہر نبی کو پیالہ بھر بھر کر دیا ہے۔ اسی چیز کا بھرا ہوا پیالہ مجھے دیا۔

اس پیالے میں کیا ہے۔ اس کا اظہار اس کے بعد جو شعر ہے۔ اس میں ہے

دل من برد و الفتِ خود داد
خود مرا شد بوحی خود استاد

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ میرا دل لے گیا اور اپنی محبت مجھے عطا کی۔ اور اپنی وحی کے واسطے خود میرا استاد ہوا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ وہ چیز جو خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کو پیالہ بھر بھر کر عطا فرمائی ہے۔ وہ محبت ہے۔ اور اسی محبت کا ایک لبالب بھرا ہوا پیالہ حضرت مسیح موعود کو بھی بخشا۔ اب فرمایئے۔ اس میں سے انبیاء کرام کی ہتک کہاں سے نکل آئی۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارثِ مصطفیٰ شدم بہ یقیں
شدہ رنگیں برنگ یارِ حسین
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد بر و القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ان اشعار کے متعلق بھی صاحب مکتوب کا ارشاد ہے۔ کہ ان میں انبیاء کرام کی ہتک کی گئی ہے۔ حالانکہ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے لیکن عرفان الٰہی کا جو مرتبہ ان میں سے ہر ایک کو حاصل تھا وہ مرتبہ عرفان الٰہی مجھے بھی حاصل ہے یعنی خدا تعالیٰ کی معرفت کے اعتبار سے میں بھی اسی قسم کا نبی ہوں جس قسم کے بہت سے نبی پہلے ہو گزرے ہیں۔ اس وحی پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان انبیاء پر نازل ہوئی۔ جس قسم کا کامل یقین انہیں حاصل تھا۔ ویسا ہی کامل یقین مجھے اس وحی کی صداقت پر ہے۔ جو مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ تعصب اور جنبداری کی رنگین عینک معترضین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سوائے ہتک انبیاء اور ذریۃ البغایا کے اور کچھ دیکھنے ہی نہیں دیتی۔ خدا ان لوگوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے۔ آمین

جہاد

جہاد کے متعلق صاحب مکتوب نے فرمایا ہے کہ "مسلمان قادیانی نبی کا فتویٰ ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ قرآنی احکام ہر زمانے کے لئے اور ہر ملک کے لئے ہیں ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی"۔ ہاں صاحب یہ درست ہے۔ لیکن یہ تو فرمایئے آپ میں اور احمدیوں میں عمل کے اعتبار سے کیا فرق ہے۔ وہ موجودہ زمانے میں جہاد کے شرائط نہیں پاتے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جہاد نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں۔ جہاد جائز ہے۔ لیکن کرتے آپ بھی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عدم ضرورت جہاد کے فتویٰ سے اس وقت تک ایک موقع کا تذکرہ تو فرما دیا ہوتا جہاں آپ لوگوں نے جہاد کیا ہو۔ آپ لوگوں کی تو وہی مثال ہے کہ وار وں سو گز اور پھاڑوں ایک بھی نہ۔ چہ لغو باتو بہت ہوتے ہو کہ ادھو قیامت ہو گئی مرزا صاحب نے جہاد منسوخ قرار دے دیا۔ مسلمانوں کو بے دست و پا بنا دیا۔ لیکن جہاد پر عمل کر کے کبھی نہ دکھایا۔

خاکسار:۔ میر اللہ بخش تسنیم

اخبار "ویر بھارت" کی غلط بیانی

آج کل ہز ہائی نس نواب صاحب مالیر کوٹلہ اور ریاست کے مسلمانوں کے خلاف ہندو دل نے طوفان بے تمیزی بپا کر رکھا ہے۔ اور تعصب میں اندھے ہو کر جھوٹ سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کی تازہ مثال اخبار "ویر بھارت" مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء کا ایک آرٹیکل بہ عنوان "مالیر کوٹلہ ریلوے سٹیشن پر مسلم راج" ہے۔ میں چونکہ مالیر کوٹلہ کے حالات سے قدرے واقف ہوں۔ اس لئے مہا بھائی ذہنیت کی حقیقت سے پبلک کو روشناس کرانا چاہتا ہوں۔ ذیل میں ریلوے شاف کی فہرست دی جاتی ہے تا ناظرین انصاف کی نظر سے دیکھ سکیں۔ کہ مالیر کوٹلہ سٹیشن پر "مسلم راج" ہے یا "ہندو راج"؟

سٹیشن ماسٹر	مسلم
اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر	ہندو
سگنیلر	"
بکنگ کلرک	"
گڈس کلرک	"

یہ سپیر سٹاف کی فہرست ہے۔

ایک مسلم پوائنٹس مین جو نہ کے ملازموں میں سے ہے اس نے اپنے کوارٹر کے سامنے خود ہی ایک پیپل کا درخت لگایا تھا۔ حال میں جب اس نے ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا۔ تو اس درخت کی ایک شاخ سے لٹکا دیا۔ سٹیشن ماسٹر چوہدری شریف احمد صاحب کے پاس ہندو ملازمین نے شکایت کی کہ آپ کے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ نہیں۔ اس پر چوہدری صاحب نے کہا۔ آپ لوگ مجھے تحریر دیدیں۔ میں ڈویژنل آفس کو بھیج دوں گا۔ وہ خود فیصلہ کر دیں گے۔ اس پر ہندو ملازمین نے باہم شورہ کیا۔ اور ایک شخص مسمی چمن کا نتے والے کی طرف سے درخواست لکھائی۔ جب سٹیشن ماسٹر نے اس سے درخواست مانگی۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا اب اس کی ضرورت نہیں۔ ہمارا آپس میں تصفیہ ہو گیا ہے۔ صرف اتنی بات تھی۔ جس پر ہندو پریس میں چیخ و پکار شروع کر دی گئی۔

مالیر کوٹلہ کی شریف ہندو مسلمان پبلک چودھری شریف احمد صاحب کے نیک سلوک اور ہمدردی کی بے حد مداح ہے۔ افسران بالا بھی ان کی نیک طبع سے واقف ہیں۔ ہم افسران ریلوے سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ انصاف سے کام لیں گے۔ اور ہندوؤں کے جھوٹے پراپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوں گے۔ (نامہ نگار)

رہتک میں تبلیغی جلسے

انجمن انصار اللہ رہتک کے زیر اہتمام ۲۴ اگست بروز ہفتہ رات کے سوا نو بجے احمدیہ دار التبلیغ میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مولوی عبد الحمید صاحب سکرٹری تبلیغ دہلی کو خاص طور پر حضرت مسیح موعود کی اسلامی خدمات کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے دہلی سے بلایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محمود احمد صاحب نے تقریر کے موضوع کی اہمیت کو واضح کیا اور مقرر صاحب کا تعارف کرایا۔

ازاں بعد مولوی عبد الحمید صاحب نے اپنی تقریر شروع کی جو ۱۱½ بجے تک جاری رہی۔ دوران تقریر میں آپ نے اس امر کی خوب وضاحت کی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو کس طرح غیر مذاہب کے مقابلہ پر قائم کیا اور خود مسلمانوں کے دلوں میں سے بعض وساوس کو نکال کر کلام الٰہی کے حسن کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو قائم کیا۔ مسلمانوں میں فریضۂ تبلیغ اپنے عملی نمونہ سے جاری کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریر نہایت مدلل اور علمی تھی۔ اختتام تقریر پر شبدہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا معزز غیر احمدی احباب نے نہایت فراخدلی سے ہمارے جلسہ میں شرکت کی۔

اگلے روز اتوار کی صبح کو آٹھ بجے دوسرا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا نے "علامات نزول مسیح" پر نہایت مدلل اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ آپ نے تقریر کا اکثر حصہ دجال کی حقیقت کی وضاحت میں صرف کیا۔ جو نہایت دلچسپ تھی۔ ممبران انجمن انصار اللہ رہتک مولوی عبد الحمید صاحب کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ کہ صاحب موصوف ہماری درخواست پر بخوشی تشریف لائے

خاکسار:۔ نجم الدین ملتانی قائم مقام سکرٹری

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

پیرس ۲۷ اگست۔ ابی سینیا سے غیر ملکی لوگوں کی روانگی کا سلسلہ جاری ہے جس کے نتیجہ میں حبشہ کے بنک نے غیر ملکی سکوں کی فروخت غیر معین عرصہ کے لئے بند کر دی ہے۔ عدلیس آبابا سے غیر ملکی لوگ ہر روز روانہ ہو رہے ہیں۔

روم ۲۷ اگست۔ اطالوی گورنمنٹ لیگ کونسل کے ۴ ستمبر کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے ایک مفصل بیان تیار کر رہی ہے جس میں وہ ابے سینیا کو لیگ سے علیحدہ کرنے کا مطالبہ پیش کرے گی۔ اس میں ابے سینیا کی ان معاندانہ سرگرمیوں اور مناقشات کا مفصل طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو اٹلی کے خیال میں وہ سالہا سال سے کر رہا ہے۔

عدن ۲۷ اگست۔ مساوا اور ایریٹریا سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ چند ہندوستانیوں کو اطالوی لوگوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ یہ لوگ سب کے سب برطانی رعایا کے افراد ہیں۔ دفتر وزارت خارجہ لنڈن میں اس وقت تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

سکندر آباد ۲۷ اگست۔ آج صبح صورت حالات بہت زیادہ پُر امن رہی۔ کل سے رقبۂ فساد میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ بایں ہمہ کشیدگی جذبات جاری ہے۔ ہندوؤں نے دوکانیں نہیں کھولیں۔ ہسپتال میں زخمیوں کی کل تعداد ۲۶ تک ہے۔ جن میں دو کی موت ہو چکی ہے۔ تیس اشخاص جو فسادات کے نتیجہ میں گرفتار ہوئے تھے۔ انہیں پچیس روپے لیکر تیس روپیہ تک جرمانہ کی سزائیں دی گئی ہیں

شملہ ۲۷ اگست۔ لاہور کے بعض اخباروں نے لکھا تھا۔ کہ مسٹر ایس پی ٹاپ ڈپٹی کمشنر لاہور کو ان کی رخصت ختم ہونے کے بعد کسی اور جگہ لگایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ رخصت ختم ہونے کے بعد وہ لاہور ہی میں ہی تعینات کئے جائینگے۔

شملہ ۲۷ اگست۔ وادی گنداب میں فسادات کی سرکوبی کی مزید اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۲۴ اگست کو دشمن کے ۴۰ آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے اور ہندوستانی فوج کے پانچ سپاہی ہلاک اور ۲۱ مجروح ہوئے۔ قبائلی لشکر کے خلاف رائل ایر فورس کی امداد بھی حاصل کی جا رہی ہے۔ اور فوج آگے بڑھ رہی ہے۔ قبائلی لشکر کے لیڈر جن میں فقیر ملی گر بھی شامل ہے۔ مزید کمک حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نتھیا گلی ۲۷ اگست۔ گذشتہ شب خلانائی کیمپ اور دو دیگر فوجی کیمپوں پر مخالف لشکر کے آدمیوں نے گولیاں چلائیں۔ جس سے ایک سپاہی اور دو دیگر اشخاص زخمی ہوئے۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک طرف حاجی ترنگ زئی اور فقیر ملی گر اور دوسری طرف حاجی کے لڑکے اور بادشاہ گل کے درمیان قبائل کے ایک اندرونی معاملہ کے متعلق سخت درشت کلامی ہوئی۔ اور کمال اور حلیم زئی قبائل حاجی ترنگ زئی کو اپنے علاقہ سے نکل جانے کے لئے کہہ رہے ہیں

شملہ ۲۷ اگست علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لارڈ ریکٹر نے اعلان کیا ہے۔ کہ یونیورسٹی کورٹ کے متفقہ فیصلہ کے پیش نظر ہز اکزالٹڈ ہائی نس نظام حیدر آباد دکن نے یونیورسٹی کے عہدہ چانسلر شپ کو قبول فرما لیا ہے

رنگون ۲۷ اگست۔ برما لیجسلیٹو کونسل میں دو پارٹیوں نے آپس میں معاہدہ کیا ہے۔ کہ وہ جدید دستور اساسی کے ماتحت کونسل میں اکثریت حاصل کرنے کی غرض سے متحدہ طور پر کوشش کرینگی۔ اس اتحاد کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ جدید دستور اساسی کو تباہ کیا جائے۔ اور کونسل میں مزاحمت کی پالیسی اختیار کی جائے۔

راولپنڈی ۲۶ اگست۔ یہاں سناتنیوں کی دو پارٹیوں کے درمیان کھلم کھلا لڑائی ہوئی۔ جس میں آزادانہ لاٹھیوں کا استعمال کیا گیا۔ طرفین کے متعدد اشخاص کو ضربات آئیں۔ دونوں جماعتوں نے کرشن مہاراج کی زندگی کے متعلق بیک وقت جلسے ایک ہی جگہ منعقد کرنے کا اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے ان میں جھگڑا ہو گیا۔

کلکتہ ۲۷ اگست۔ کل ۴۳ اشخاص جن میں زیادہ تر مارواڑی تھے۔ ایسٹرن بنگال جوٹ ایسوسی ایشن کے دفتر سے سٹہ بازی کے الزام میں گرفتار کئے گئے۔

لنڈن ۲۶ اگست۔ دارالامراء میں لارڈ سنہا کی نشست کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ ارل آف کنٹول نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ آئندہ اجلاس میں یہ امر زیر بحث لایا جائے گا۔

نتھیا گلی ۲۷ اگست مشہور باغی چیچی نامی کو جو بادشاہ گل کی معیت میں برطانوی افواج کے خلاف صف آرائی میں مصروف تھا۔ اور گنداب سڑک کی مرمت کے خلاف مظاہرے کر رہا تھا۔ موضع سوادسر چارسدہ ڈویژن میں ہمسند قبیلہ کے ایک فرد نے گولی سے ہلاک کر دیا۔

شملہ ۲۷ اگست۔ وائسرائے کے کوئٹہ ریلیف فنڈ میں آج تک ۲۰۰۳۰۵۶ روپے ۴ آنے ۸ پائی اور ۱۵۲ پونڈ ۱۴ شلنگ ۵ پنس جمع ہو چکے ہیں۔

واشنگٹن ۲۶ اگست۔ مسٹر ہل نے ایک بیان میں کہا۔ کہ حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ بحری معاملات کے متعلق گفت و شنید میں کوئی سرگرم حصہ نہیں لے رہی۔ برطانیہ اور جاپان کی تجاویز کے متعلق بھی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی صرف بے ضابطہ ذکر ہو رہا ہے۔ یہاں کے باخبر حلقے سمجھتے ہیں۔ کہ اگر جاپان نے شروع ہی سے اس بات پر اصرار کیا کہ اس کی بحری مساوات تسلیم کر لی جائے۔ تو مستقبل قریب میں لنڈن میں کوئی بحری کانفرنس نہ ہو سکے گی۔

روم ۲۷ اگست۔ اٹلی کے لشکر سب سے پہلا حبشہ کے شمالی اضلاع پر حملہ آور ہونگے۔ اس علاقہ میں زبردست مورچہ بندی ہو رہی ہے جبشی عساکر جنگ کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ اس علاقہ کے باشندوں کو محفوظ مقامات پر بھیج دیا گیا ہے۔

عدلیس آبابا ۲۷ اگست۔ شہنشاہ حبش نے ایک اعلان کے ذریعہ تمام فوجوں کو سرحد کی طرف جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپیل کی ہے۔ کہ حبشہ کا ہر سپاہی آزادیٔ ملک کی خاطر اپنی جان قربان کر دے

قاہرہ ۲۶ اگست۔ گذشتہ دو دنوں میں ابے سینیا جانے کے لئے فوجیوں سے بھرے ہوئے ستر اطالوی جہاز نہر سویز سے گذر رہے ہیں۔

رنگون ۲۷ اگست ضلع کے مختلف حصوں میں دھان کے گوداموں کو سیلاب کی وجہ سے سخت نقصان پہونچا ہے۔ صرف کیاریں ہی ۱۹۰۰۰ بوریوں کا نقصان ہوا ہزارہا مویشی لقمۂ اجل ہو گئے ہیں۔

دہلی ۲۷ اگست۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کے متعلق جو افواہیں پھیل رہی تھیں۔ ان کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی رہائی کے سوال پر حکومت کی طرف سے غور کئے جانے کی امید نہیں۔ اور یہ یقینی امر ہے۔ کہ وہ فروری سے پہلے رہا نہیں ہونگے۔

شنگھائی ۲۷ اگست۔ بحر الکاہل میں چند دنوں سے جہازوں کا ایک بیڑہ پُر اسرار طریقہ سے گشت لگا رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ بیڑا جمہوریہ امریکہ کا ہے جو خفیہ طور پر جاپان کے خلاف کسی سازش میں مصروف ہے۔ جاپانی حلقوں میں اس بیڑے کی نقل و حرکت سے زبردست ہیجان پھیل رہا ہے۔

لنڈن ۲۷ اگست۔ برطانیہ عدن اور مالٹا میں اپنے فوجی استحکامات میں مصروف ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مصری افواج کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہندوستانی افواج سے بھی استفسارات ہو رہے ہیں۔ کہ جنگ کی صورت میں ہندوستانی حکومت برطانیہ کی کس قدر مدد کر سکے گی۔

بمبئی ۲۷ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے نظر بند مسلم لیڈروں کی رہائی کے مسئلہ کے متعلق مولانا شوکت علی شملہ جا کر حکومت سے تبادلہ خیالات کریں گے۔ نیز ان کا ارادہ ہے۔ کہ وہ منٹگمری جا کر سید حبیب اور خواجہ فیروز دین سے ملاقات کریں۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی